باجگذاران روم و فارس سے معاہدات نبوی
(قبائل کی شیرازہ بندی)

معین الدین ہاشمی ☆

رسول اللہ ﷺ نے اسلامی ریاست کی بنیاد رکھتے ہی سب سے پہلے عرب قبائل کے ساتھ تعلقات قائم کرنے شروع کیے۔ اس سلسلہ میں آپ ﷺ نے مختلف قبائل سے معاہدات کیے ان معاہدات سے قبائل کو آپس میں جوڑنے ریاستی نظم و نسق چلانے اور اسلام کی تبلیغ و ترویج میں بہت امداد ملی۔

معاہدات نبوی ﷺ کی عمومی تقسیم

اولاً آپ ﷺ نے: (الف) بیعت عقبہ ثالثہ (۱)، (ب) عقد مواخاۃ (۲)، (ج) دستور مدینہ (۳) جیسے معاہدے کئے۔

(۱) الف۔ بیعت عقبہ ثالثہ جو دراصل اوس و خزرج سے ایک معاہدہ بھی تھا کی وجہ سے اسلامی ریاست کا قیام ممکن ہوا اور مرکز ریاست کا بندوبست ہوا۔ علاوہ ازیں اس معاہدے کے ذریعے مسلمانوں کی بکھری ہوئی قوت کو ایک جگہ جمع کیا گیا۔

ب۔ عقد مواخاۃ کی صورت میں مسلمان مہاجرین کی مدینہ میں آبادکاری کی گئی۔ علاوہ ازیں مکی اور مدنی مسلمانوں کی شیرازہ بندی ممکن ہوئی۔ (۴)

ج۔ دستور مدینہ سے ایک غیر سیاسی، منتشر اور غیر منضبط معاشرے کو ایک منظم اور متحد سیاسی معاشرے میں تبدیل کرنے کے عمل کی بنیاد رکھ دی گئی۔

ا۔ لیکچرار، شعبہ حدیث و سیرت، کلیۃ علوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

(۲) ان معاہدات کے بعد آپ ﷺ نے ان قبائل سے رابطے کیے جو مدینہ (اسلامی ریاست) کے مغرب میں تجارتی راستے پر آباد تھے۔ اس ضمن میں بو ضمرہ مدلج، غفار اسلم جہینہ، وغیرہ قبائل سے حلیفی اور جنگ بندی کے معاہدات کئے گئے۔(۵)

ان معاہدات سے اسلامی ریاست کے حلیف وجود میں آئے۔ اسلامی ریاست کا خارجی استحکام ممکن ہوا اوراسلام کی ترویج میں اضافہ ہوا علاوہ ازیں مدینہ کے ارد گرد کے قبائل میں اسلامی ریاست کے اثرات پھیلے۔

(۳) حدیبیہ

معاہدات نبوی میں صلح حدیبیہ انتہائی اہم حیثیت کا حامل ہے کفار مکہ اور مسلمانوں کے درمیان جنگ بندی کا یہ معاہدہ ۶ھ میں طے پایا۔(۶)

اس معاہدہ سے پہلی مرتبہ عرب میں مسلمانوں کی ایک سیاسی اور مذہبی حیثیت تسلیم کر لی گئی۔ اسلامی ریاست داخلی و خارجی طور پر نہایت مستحکم ہوئی۔ بہت سارے قبائل نے برملا اسلامی ریاست کے ساتھ حلیفی کے تعلقات قائم کئے۔

(۴) صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اطراف عرب میں مختلف بادشاہوں کی طرف مکاتیب ارسال کئے۔ ان میں قیصر روم، کسرائے ایران، حبشہ کا بادشاہ نجاشی(۷) عزیز مصر مقوقس، رئیس یمامہ، ہوزہ اور رئیس غسان، حارث شامل تھے۔(۸)

یہ مکاتیب بنیادی طور پر دعوتی نوعیت کے تھے(۹)۔ ان کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ ان کے ذریعے سے اسلام، حکومتی اور ملکی سطح پر دوسرے ممالک میں ایک دم متعارف ہوا۔

(۵) فارس اور روم کے باجگزاروں سے معاہدات نبوی

عہد نبوی میں فارس اور روم :

عہد نبوی ﷺ میں فارس اور روم دنیا کی دو عظیم سلطنتیں تھیں مختلف وجوہ کی بنا پر ان میں باہم عداوت کا سلسلہ قدیم زمانہ سے چلا آرہا تھا۔ دونوں حکومتیں اپنے علاقوں میں توسیع کرنے اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی فکر میں رہتی تھیں عہد نبوی کے ابتدائی

زمانہ میں رومیوں نے اپنی بادشاہت کا تمام مشرقی حصہ کھو دیا تھا شام ' آرمینیا ' مصر ' حتیٰ کہ قسطنطنیہ تک ایرانی جھنڈے لہرا رہے تھے۔(۱۰)

اسی دوران قرآن نے اس صورت حال کے بالکل برعکس پیشگوئی کر دی کہ رومی فارس پر دوبارہ غالب آ جائیں گے(۱۱) چنانچہ کچھ ہی عرصہ بعد ۶۱۶ء بمطابق ۶ ھ نینویٰ کے مقام پر رومیوں نے ایرانیوں کو فیصلہ کن شکست دی اور اپنے مقبوضہ تمام علاقے واپس لے لئے۔(۱۲)

ان دونوں طاقتوں نے اپنی سرحدوں کے ساتھ ساتھ اور کہیں زیادہ دور تک عرب میں اپنے اثرات پھیلا رکھے تھے چنانچہ بعثت نبوی ﷺ تک عرب کے شمال میں دومۃ الجندل ' ایلہ ' مقنا اور غسان جیسے اہم علاقے بیزنطینیوں (رومیوں) کے زیر اثر آ چکے تھے۔ ان علاقوں میں بسنے والے مختلف اہم قبائل مثلاً بنو کلب ' تغلب ' جزام ' قین ' بلی ' بہراء قضاعہ وغیرہ جنگ میں بیز نطینی جھنڈے کے نیچے ہی اکٹھے ہوتے تھے۔(۱۳) اسی طرح عہد نبوی میں عرب کے کئی اہم علاقے مثلاً یمن ' یمامہ ' عمان ' بحرین اور طائف وغیرہ فارس کے زیر اثر تھے۔(۱۴)

اگرچہ دونوں ممالک ایک بڑے رقبے پر حکومت کے دعوے دار تھے لیکن عہد نبوی ﷺ کے درمیانے دور میں یہ دونوں ممالک قسما قسم اندرونی خلفشار کا شکار تھے۔ جس کی وجہ سے بالعموم تمام سلطنت اور بالخصوص مقبوضہ علاقوں اور باجگذار قبائل پر ان کے اثرات کمزور پڑ رہے تھے۔(۱۵)

فارس کے باجگذاروں سے معاہدات

یمامہ :

یمامہ نجد سے ملحقہ علاقہ تھا۔ ابن ہشام نے یمامہ پر دو آدمیوں کا نام بطور رئیس ذکر کیا ہے۔ ایک ہوذہ بن علی الحنفی اور دوسرے ثمامہ بن اثال الحنفی(۱۶) اس علاقے میں

اسلامی اثرات صلح حدیبیہ سے قبل ہی پہنچ چکے تھے کیونکہ ثمامہ بن اثال صلح حدیبیہ سے قبل اسلام لے آئے تھے۔

یہاں پر دوسرا سردار ہوذہ بن علی تھا یہ نصرانی مذہب پر تھا اور مسیحی قبیلہ بنو حنیفہ کا سردار تھا(۱۷) معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوسرے قبائلی سرداروں سے زیادہ طاقتور تھا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اسے ایرانی حکومت کی پشت پناہی حاصل تھی۔ ابن درید نے لکھا ہے کہ کسرائے ایران نے اسے ایک تاج بھی عنایت کیا تھا جس میں ایک قیمتی لعل لگا ہوا تھا اسی کو پہننے کی وجہ سے ہوذہ کو "ذوالتاج" کا لقب بھی دیا گیا۔(۱۸)

ایران کی سیاسی ابتری، رئیس یمامہ ثمامہ بن اثال کے اسلام لانے اور اسلام کی طرف عوامی رجحان کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ نبی ﷺ نے ہوذہ بن علی کو لکھا کہ :

> تمہیں معلوم ہو کہ میرا دین عنقریب وہاں تک پہنچ جائے گا جہاں تک کسی انسان کے پیر اور کسی جانور کے کھر پہنچیں گے۔ پس تم اسلام قبول کر لو نجات پا جاؤ گے اور تمہارے ماتحت جو ملک ہے اس پر تمہیں ہی حاکم رہنے دوں گا۔(۱۹)

ہوذہ بن علی اس شرط پر آپ ﷺ کی دعوت قبول کرنے کو تیار ہوا کہ آپ ﷺ اپنے اقتدار میں اسے بھی شریک کر لیں لیکن نبی اکرم ﷺ نے اس کی اس شرط کو قبول نہیں کیا۔(۲۰)

ثمامہ بن اثال اور دیگر مسلمانوں کے ذریعے اور پھر سرکاری سطح پر اس دعوت کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ وہاں کے کچھ اہم لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔(۲۱)

بعد میں یمامہ کے ہی ایک سردار مجاعہ بن مرارہ بن سلمی بھی مسلمان ہوئے اور اسلامی وفاق میں شامل ہوئے ان کے لیے نبی ﷺ کا مکتوب اور ایک دیگر امان نامہ کا تذکرہ بھی ماخذ میں ملتا ہے۔(۲۲)

یمن :

عرب کے جنوب میں یہ شہر انتہائی متمدن تصور کیا جاتا تھا۔ ایک اہم تجارتی مرکز ہونے کے ساتھ ساتھ یہ سر سبز و شاداب بھی تھا لہذا یہاں زراعت بھی ہوتی تھی۔[۲۳]

یمن کی سرزمین پر عاد، عمالیق، اہل معین، سباء اور حمیر کی سلطنتیں قائم ہوئیں بعد ازاں اہل حبشہ یمن پر قابض ہو گئے اور ستر برس تک حکومت کی پھر اہل فارس نے انہیں نکال کر یمن پر خود قبضہ کر لیا[۲۴] ظہور اسلام کے وقت کسرائے ایران کی طرف سے یمن پر باذان گورنر مقرر تھا۔ کسرائے ایران کے حکم کی تعمیل میں باذان نے دو آدمی نبی ﷺ کی طرف بھیجے تا کہ ان کا جائزہ لیں اور ان کے احوال وغیرہ کی خبر کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے ان آدمیوں کو معجزانہ طور پر کہا کہ باذان کو خبر دو کہ کسریٰ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ جاتے وقت انہیں تالیف قلب کے لیے آپ ﷺ نے ہدیے بھی عنایت فرمائے اور باذان کے لیے یہ معاہداتی پیغام دیا کہ تم (اہل یمن) مسلمان ہو جاؤ تو تمہاری حکومت تمہارے سپرد ہی رہے گی۔ باذان نے جب یہ احوال سنے تو وہ اور دیگر رؤساءِ فارس (ہو الابناء)[۲۵] اسلام لے آئے۔[۲۶]

یہ وہ دور تھا کہ ایران اپنی مدمقابل ایک بڑی قوت (روم) سے بری طرح شکست کھا چکا تھا[۲۷] علاوہ ازیں ایران کے بادشاہ کو قتل کر دیا گیا تھا[۲۸] اس سیاسی انارکی کی وجہ سے یمن پر ایران کا اثر کمزور پڑ گیا اور وہاں ایک وطنیت پسند تحریک کا آغاز بھی ہو گیا کہ مداخلت کنندہ ایرانی غیر ملکیوں کو یمن سے نکال باہر کیا جائے۔[۲۹]

اس ساری صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کے وثائق بنام اہل یمن کا مطالعہ کیا جائے کہ مسلمان ارکان اسلام کی بجا آوری کا اہتمام کریں۔ غیر مسلم یہودیوں کو زبردستی ان کے دین سے برگشتہ نہ کیا جائے ملک بدر ہونے کا خطرہ رکھنے والے ایرانیوں[۳۰] (مجوسیوں) کے لیے آپ ﷺ نے لکھا کہ ان سے فی بالغ مرد و عورت صرف ایک دینار جزیہ لیا جائے اور اگر یہ تابع رہیں تو ان کی جائیدادوں کی حفاظت اور ان کے

مظلوموں کی دادرسی کی جائے گی یہاں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے پرانے سرداران یمن کو بصورت اسلام بدستور حکمران رکھنے کی پالیسی کا اظہار شروع سے ہی کر دیا۔(۳۱)

یمن کے حالات کے تناظر میں رسول اللہ ﷺ کے ان وثائق کی وجہ سے یمن کا ماحول تمام قبائل کے لیے پر سکون ہوا خصوصاً یمن کے حکمرانوں باذان اور ان کے قبیلہ کے دوسرے افراد جنہیں اپنے خلاف مقامی قبائل کی تحریک کے نتیجے میں ملک بدر ہونے اور بادشاہی ختم ہونے کا اندیشہ تھا، آنحضرت ﷺ کے ان احکام کو دیکھتے ہوئے فوراً مسلمان ہو گئے۔

باذان کے لئے احکام اور دیگر قبائل کے لئے نبی ﷺ کی طرف سے مراعات اور حقوق و فرائض میں عدل کی باتیں جونہی دوسرے قبائل تک پہنچیں تو انھوں نے بھی اسلامی وفاق میں شامل ہونے کو غنیمت سمجھا۔ چنانچہ یمن اور اطراف یمن سے بکثرت وفود نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے(۳۲) مثلاً بنو اشعر جو کہ یمن کا نہایت اہم قبیلہ تھا۔ پچاس آدمیوں پر مشتمل وفد لے کر آنحضرت ﷺ کے پاس حاضر ہوا۔ اسی وفد میں مشہور صحابی رسول ابو موسیٰ اشعری بھی موجود تھے۔ مآخذ سے پتہ چلتا ہے کہ اس وفد میں قبیلہ عک کے بھی دو آدمی بطور وفد موجود تھے۔ چنانچہ انھوں نے بیعت کی اور اسلام قبول کر کے اسلامی وفاق میں شامل ہوئے(۳۳) بنو ہمدان جن کے اکثر بطون یمن میں آباد تھے(۳۴) ان کا وفد بھی بارگاہ نبوی میں پہنچا اور اسلامی وفاق میں شمولیت اختیار کر لی(۳۵) بنو ہمدان کے لیے نبی ﷺ نے وثائق بھی تحریر فرمائے۔ جن میں انہیں اسلامی احکام پر قائم رہنے کی تاکید کی۔ علاوہ ازیں احکام کی تفصیل بھی تحریر فرمائی۔ آپ ﷺ نے انھیں میں سے ان پر امیر مقرر فرمایا(۳۶) ان کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی۔ غیر مسلموں کے لیے جزیہ کی ادائیگی رکھی گئی اور مذہب کے معاملہ میں انہیں آزادی دی گئی کہ انہیں جبراً مسلمان نہیں بنایا جائے گا۔(۳۷) بنو مذحج کی اکثریت یمن میں آباد تھی(۳۸) یہ لوگ بھی وفد کی صورت میں حاضر

ہو کر اسلامی وفاق میں داخل ہوئے۔ جب یہ وفد اپنی قوم کی طرف واپس ہوا تو پوری قوم دائرہ اسلام میں داخل ہو گئی۔[۳۹] بنو طے جو کہ یمن کا نہایت اہم قبیلہ تھا اس کے بطون شمال نجد تک پھیلے ہوئے تھے[۴۰] ۹ ھ میں وفد لے کر حاضر ہوا اور اسلامی وفاق میں شمولیت کا اعلان کیا[۴۱] بنو کندہ کی متعدد شاخیں بھی یمن اور حضر موت میں آباد تھیں[۴۲] یہ لوگ بھی بارگاہ نبوی میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور اسلامی ریاست کی بالادستی قبول کی[۴۳] یمن کے قریب میں شاہان حضر موت کا وفد بھی بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر اسلامی وفاق میں شمولیت اختیار کی۔[۴۴]

یمن کے اثرات نجران تک پھیل گئے چنانچہ یمن اور اردگرد کے حالات و احوال کو دیکھتے ہوئے نجران کا ایک اہم قبیلہ بنو حارث بن کعب بھی ۱۰ھ میں اسلامی ریاست کی بالادستی قبول کرنے پر تیار ہو گیا اور اسلام قبول کیا آنحضرت ﷺ نے انہیں میں سے قیس بن الحصین کو وفد کا سردار مقرر کیا۔[۴۵]

اسی طرح شاہان حمیر نے بھی اپنا وفد رجب ۹ ھ غزوہ تبوک کے بعد بھیجا اور اپنی وفاداری اور اطاعت کا اقرار کیا اور کہا کہ ہم اب مشرکین سے علیحدہ ہو گئے ہیں اور ان لوگوں سے اس کے بعد اب ہمارا کوئی واسطہ نہیں ہو گا رسول اللہ ﷺ نے انہیں جو وثیقہ عنایت فرمایا ابن ہشام نے اپنی کتاب میں تفصیل سے ذکر کیا ہے۔اس میں انہیں اسلامی احکام پر چلنے کا حکم دیا گیا۔ ”نصاریٰ کے لیے لکھا کہ انہیں ایک دینار فی کس یا اس کی قیمت یا کپڑا وغیرہ جزیہ دینا ہو گا“۔ اس پر وہ بھی اللہ و رسول کی ذمہ داری میں آجائیں گے۔[۴۶]

عمان :

یہ عرب کے جنوب مشرق کا ایک ساحلی علاقہ تھا جو دریائے یمن اور ہند کے ساحل پر مقام ہجر کے مشرقی سمت میں واقع ہے۔ اس علاقہ کی آبادی کا ایک بڑا حصہ قبیلہ ”ازد“ پر مشتمل تھا[۴۷] یمن کی طرح یہاں بھی ایرانی حکومت کے اثرات تھے۔ یہاں

ایران کی طرف سے مقررہ حکمران ' جلندی بن المستجر ازدی تھا۔(۴۸)

چونکہ عمان یمن سے ملحقہ علاقہ تھا اور یہاں فارس کے لوگ بھی آباد تھے اور جیسا کہ اوپر گزر چکا کہ انھیں کی طرف دار حکومت بھی تھی اس لئے یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ یہاں بھی یمن کی طرح کوئی وطنیت پسند تحریک اٹھی ہو کہ مداخلت کنندہ ایرانی غیر ملکیوں کو نکال باہر کیا جائے یا ایرانی حکمرانوں کو ہٹایا جائے(۴۹) اگر نہیں تو بھی فارس میں سیاسی انارکی کی بنا پر اس کے زیر اثر (باجگزار) مملکتوں پر گرفت کمزور پڑ جانا تو ایک طبعی امر تھا۔ اس ساری صورت حال کو دیکھتے ہوئے آپ ﷺ نے (۶ھ) میں شہزادگان عمان ' جلندی کے ہر دو فرزندان جیفر وعبد کو یہ مکتوب ارسال کیا کہ ۔

" میں تم دونوں کو اسلام لانے کی دعوت دیتا ہوں اسلام لے آؤ۔
نجات پا جاؤ گے اگر تم دونوں نے اسلام کا اقرار کر لیا تو میں تمہیں
بدستور حاکم رہنے دوں گا اور تم سے کسی قسم کا تعرض نہ ہو گا "(۵۰)

آنحضرت ﷺ کا یہ مکتوب جیفر و عبد کے پاس پہنچا تو انھوں نے اسلام قبول کر لیا اور اسلامی وفاق میں شامل ہوئے(۵۱) اسی طرح قبیلہ بنو ازد اور دیگر قبائل عمان شہزادگان سمیت مسلمان ہو کر اسلامی وفاق میں شامل ہو گئے۔ بنو ازد کا وفد بھی آنحضرت ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا جو ۱۹ آدمیوں پر مشتمل تھا(۵۲) اس معاہدہ کی وجہ سے اسلامی ریاست کو جنوب مشرقی علاقے میں ایک اہم قبیلہ اور اس کے دوستوں کی حلیفی میسر آئی ۔ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے وہاں پر مدینہ سے آدمی مستقل مشن پر بھیجے تا کہ آس پاس کے قبائل کو اسلام کا تعارف کروائیں۔ چنانچہ بلاذری کا بیان ہے کہ وہ لوگ اپنے مشن میں کامیاب رہے اور آس پاس کے قبائل نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ مآخذ میں عمان کے خالص بدوی قبائل بنو ثمالہ اور حدان کا تذکرہ ملتا ہے کہ یہ وفد کی صورت میں فتح مکہ کے سال نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور اپنی قوم کی طرف سے بھی بیعت کی آنحضرت ﷺ کا ان کی طرف مکتوب کا تذکرہ بھی مآخذ میں ملتا ہے۔(۵۳)

بحرین :

یہ عرب کے مشرق میں ایک ساحلی علاقہ تھا [۵۴] یہاں مختلف قبائل عبد القیس ' بکر بن وائل اور تمیم کے لوگ آباد تھے ۔ بحرین بھی فارس کے زیر اثر تھا یہاں منذر بن ساوی اگرچہ عربی النسل حکمران تھا [۵۵] لیکن شہنشاہ فارس کا خراج گزار تھا۔ [۵۶]

رسول اکرم ﷺ نے اُسے اسلام کی طرف دعوت دی اور اسے لکھاکہ تمہیں سربراہی سے معزول نہیں کیا جائے گا۔ منذر بن ساوی نے اپنی رعایا کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ اسلام قبول کر لیا منذر نے نبی ﷺ کی خدمت میں ایک خط بھی تحریر کیا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے لکھاکہ :

"تمہارا سب کچھ تمہارے پاس ہی رہے گا بشرطیکہ تم اللہ و رسول کے تابع رہو آپ ﷺ نے یہ تحریر فرمایا کہ جو لوگ مسلمان ہو جائیں گے وہ حقوق وذمہ داریوں میں ہماری طرح ہی ہوں گے"۔

بحرین میں یہودیوں ' نصرانیوں اور مجوسیوں کی آبادیاں بھی تھیں آپ ﷺ نے ان (غیر مسلموں) سے معمولی جزیہ پر صلح کر لی۔ [۵۷]

بحرین کے قبیلہ بکر بن وائل کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور اسلام قبول کر کے اسلامی وفاق میں داخل ہوا۔ [۵۸] علاوہ ازیں قبیلہ بنو تمیم کے بڑے بڑے لوگ وفد کی شکل میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ مآخذ نے اس وفد کی تعداد نوے کے قریب بتائی ہے ۔ آنحضرت ﷺ نے تالیف قلب کے لئے انھیں انعام واکرام بھی عنایت کیا۔ [۵۹] بحرین میں ہی رہنے والے مشہور قبیلہ عبد القیس کے طرف مکتوب کا تذکرہ مآخذ میں ملتا ہے۔ [۶۰] اس قبیلہ کے بعض افراد دائرہ اسلام میں داخل ہوئے عمومی طور پر اس قبیلہ نے اسلامی ریاست کی بالادستی قبول کر لی تھی ۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کے لئے تحریر کیا کہ یہ قبیلہ اللہ اور رسول ﷺ کی پناہ میں آ جانے سے اسلام کے مواخذات سے بری قرار دیا جاتا ہے ۔ اس قبیلہ کی دوسرے قبائل کے ساتھ بعض اموال و

اجناس پر غالباً کوئی نہ کوئی رکاوٹ یا چپقلش رہتی تھی اس لیے نبی ﷺ نے گردو نواح کے قبائل کے لیے لکھا کہ وہ ان کی فراہمی اجناس میں مانع نہ ہوں۔ بلکہ ان کے لئے، خصوصاً زرعی تجارت کے دوران سہولت پیدا کریں۔اہل بحرین کے لئے آپ ﷺ نے لکھا کہ اس قبیلہ (عبد القیس) کے ساتھ تعدی و جنگ کرنے والوں کے خلاف قبیلہ مذکورہ کی نصرت کریں۔(۶۱)

علاوہ ازیں ان کے لئے چند مزید آسان شرائط رکھیں۔چنانچہ اس قبیلہ نے اسلامی وفاق کے ساتھ شمولیت کو غنیمت سمجھا۔ مآخذ سے ثابت ہے کہ اس قبیلہ کے بہت سارے لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے اور فتح مکہ کے سال حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔(۶۲)

طائف:

طائف میں زیادہ نہیں تو کچھ نہ کچھ ایرانی اثرات کا پتہ چلتا ہے۔ کتاب الاغانی کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ کسرائے ایران نے اپنے انجینئروں کو بھیج کر طائف کے گرد ایک بڑی فصیل تعمیر کروائی تھی۔(۶۳) فتح مکہ کے بعد جب اہل طائف نے مکہ پر حملہ کرنا چاہا تو ان کی لشکرِ نبوی ﷺ کے ساتھ مڈ بھیڑ ہوئی چنانچہ بھاگ کر انہوں نے طائف کے فصیل دار شہر میں پناہ لے لی (۶۴) طائف فتح کیے بغیر ہی نبی ﷺ واپس تشریف لے آئے۔(۶۵) اہل طائف کو اپنی کمزوری اور اسلامی ریاست کی قوت کا بخوبی اندازہ ہو گیا لہذا جلد ہی وہ اپنا وفد لے کر مدینہ پہنچے اور اسلامی ریاست کی سیاسی بالادستی قبول کر لی۔ انہوں نے یہ کہا کہ ہم اسلام قبول کرنے کو تیار تو ہیں لیکن ہماری چند شرائط بھی تسلیم کی جائیں۔ مثلاً

ا۔ ہمیں نماز سے مستثنیٰ کیا جائے، (۲) زکوٰۃ، (۳) جہاد (یعنی مسلمانوں کے ساتھ مل کر دشمنوں کے خلاف فوجی کاروائی کرنے) سے بھی مستثنیٰ قرار دیا جائے، (۴) ہمارا قدیم بت خانہ بھی نہ توڑا جائے، (۵) زنا سے منع نہ کیا جائے،

(٦) سود کی ممانعت نہ رہے (٧) شراب کی ممانعت بھی نہ رہے (٨) طائف کو مکہ کی طرح حرم قرار دیا جائے۔(٦٦)

رسول اللہ ﷺ کے حکیمانہ اسلوب کی وجہ سے اہل طائف اپنے اکثر غلط مطالبات منوانے سے باز رہے۔ چنانچہ نماز سے استثناء ' زنااور شراب کی اجازت نہ دی گئی ' فوجی کاروائیوں میں مسلمانوں کا ساتھ دینے سے ان کو مستثنیٰ کر دیا گیا(٦٧) سود کی حرمت کے لئے انھیں قلیل سی (آئندہ آنے والے عکاز کے میلے تک) مہلت دے دی گئی (٦٨) ان کے بت خانے کو توڑنے کے معاملہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اسے نہ توڑو بلکہ ہمارے آدمی اسے توڑیں گے۔ اس طرح اگر کوئی نقصان پہنچے گا تو تم محفوظ رہوں گے یہ اس لیے فرمایا کہ اہل طائف کا یہ وہم بدستور باقی تھا کہ بت خانہ توڑنے والے کو سخت قسم کا نقصان ہو گا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں نبی اکرم ﷺ نے ابو سفیانؓ بن حرب اور مغیرہؓ بن شعبہ کو بھیجا۔ انہوں نے اس عظیم بت خانے کو منہدم کر دیا۔ اس طرح معاہدے کی پرحکمت شق سے ان میں پرانی اور راسخ شدہ بت پرستی کا خاتمہ ہو گیا،(٦٩) مکہ کی طرح طائف کو حرم قرار دینے کا مطالبہ بغیر کسی تبدیلی کے تسلیم کر لیا گیا۔

اہل طائف کو مکمل حقوق عنایت کئے گئے۔ چنانچہ طائف پر انھیں پورا اختیار دیا گیا۔ انہی میں سے ان پر امیر مقرر کئے گئے۔(٧٠) علاوہ ازیں انھیں مکمل تجارتی و ثقافتی آزادی دی گئی اور انھیں یہ بھی کہا گیا کہ ہر ظالم کے خلاف انھیں امداد دی جائے گی۔(٧١)

اہل طائف (بنو ثقیف) نے جب دیکھا کہ اسلامی ریاست ان کے حقوق میں کمی یا ان کے عدم تحفظ کا ارادہ نہیں رکھتی تو انہوں نے خوشی سے اس معاہدہ کو تسلیم کر کے اسلامی وفاق میں شمولیت اختیار کر لی۔ اس طرح مکہ کے جنوب میں قریب ترین ایک بڑی اور اہم قوت اسلامی ریاست کے باجگزاروں میں شامل ہو گئی۔ اس معاہدہ کے بعد بنو ثقیف کے ایک حلیف بنی ھلال جو کہ غزوہ طائف میں مسلمانوں کے خلاف شریک ہوئے تھے وفد کی شکل میں حاضر ہوئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔(٧٢)

جرش

طائف کے جنوب میں جرش ایک اہم مقام تھا۔(۷۳) فتح مکہ کے بعد ایک یمنی سردار صرد ابن عبد اللہ ازدی نے جب اسلام قبول کیا تو آنحضرت ﷺ نے ان سے آس پاس کے علاقوں پر اپنے اثرات قائم کرنے کو کہا۔ چونکہ جرش یمن کے زیر اثر تھا(۷۴) اس لئے انھیں اس علاقے میں فوجی کاروائی کرنے میں کوئی دقت نہ پیش آئی۔ چنانچہ جب اہل جرش نے ان سے صلح کرنا چاہی تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے صلح کا معاہدہ فرمایا۔

ان میں سے جو لوگ مسلمان ہوئے انھیں بہت سی مراعات دی گئیں۔ مختلف چراگاہوں پر انھیں خود مختار بنایا گیا۔ غیر مسلموں کو معمولی جزیہ کی شرط پر امان عنایت کی گئی۔ یہاں ایک دلچسپ امروہ شرط ہے جو نبی ﷺ کی طرف سے اہل جرش کے لئے لگائی گئی کہ اگر مسلمان مسافر وہاں سے گذریں تو یہ (اہل جرش) ان کی مہمانی کیا کریں گے۔(۷۵)

باجگذارانِ روم سے معاہدات

رومیوں نے اپنے مد مقابل کی بڑی قوت (فارس) کو نینوا کے مقام پر شکست فاش دی تھی(۷۶) روم کے اثرات جہاں اور بہت پھیلے ہوئے تھے وہاں عرب کے کئی سرحدی علاقے، مثلاً دومۃ الجندل، ایلہ، مقنا، اور اذرح وغیرہ بھی ان کے باجگذاروں میں شامل ہو گئے تھے۔ یہاں قرب وجوار میں بسنے والے اکثر قبائل مثلاً بنو تغلب، لخم، جذام، بلی اور بہراء وغیرہ ان ہی کے جھنڈے تلے اکٹھے ہوتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان میں سے اکثر قبائل نے رومیوں کے ساتھ مل کر غزوۂ موتہ میں مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔(۷۷)

۹ھ میں نبی اکرم ﷺ نے تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک میں پڑاؤ ڈالا اور وہاں سے قیصر روم کو خط لکھا کہ، یا تو اسلام لے آؤ یا جزیہ دو وگرنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ قیصر روم، مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے کی ہمت نہ کر سکا۔(۷۸) چنانچہ آنحضرت ﷺ نے اس موقع کو غنیمت جانا اور رومیوں کے زیر اثر علاقوں، دومۃ الجندل، ایلہ، مقنا، جرباء اور اذرح وغیرہ کے سرحدی علاقوں کو مطیع کر لیا اور ان سے صلح و امن کے معاہدات کئے۔

ا۔دومۃ الجندل

دومۃ الجندل حجاز سے شام اور عراق جانے والے تجارتی راستوں کا مقام اتصال (Junction) تھا اس لیے عرب تاجروں کے لئے یہ ایک اہم مقام تھا [۷۹] زمانہ جاہلیت میں یہاں ایک بڑا بازار بھی لگا کرتا تھا [۸۰] یہاں بنو کلب اور بنو کندہ کے اہم قبائل آباد تھے [۸۱] بنو کندہ کی ہی ایک شاخ بنو السکون سے یہاں کا حاکم اکیدر بن عبد الملک تھا۔[۸۲]

۵ ہجری سے ہی آپ ﷺ نے اس علاقے پر اپنا اثر و رسوخ بڑھانا شروع کر دیا تھا [۸۳] تبوک کی مہم کے دوران نبی اکرم ﷺ نے حضرت خالد بن ولید کو یہاں کے حکمران "اکیدر" کی گرفتاری کے لیے بھیجا۔ خالد بن ولید نے اسے گرفتار کر کے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو اس نے اسلامی ریاست کی بالادستی کو قبول کر لیا۔[۸۴]

آنحضرت ﷺ نے جزیہ اور دیگر آسان شرائط پر اس کے ساتھ صلح کر لی اور اسی کو وہاں کی سرداری پر حال رکھا۔ اس طرح دومۃ الجندل کا علاقہ اسلامی ریاست کے باجگزاروں میں شامل ہو گیا۔[۸۵]

ایلہ

ایلہ بحیرہ قلزم کے ساحل پر شام کے قریب حجاز کی آخری حد تھی دومۃ الجندل کی طرح یہ علاقہ بھی تجارتی مرکز تھا۔[۸۶] غزوہ تبوک کے سفر میں یہاں کا حاکم یحنہ بن روبہ' نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جزیہ دینا قبول کیا۔[۸۷]

آنحضرت ﷺ نے ان کے ساتھ معاہدہ کیا کہ :

۱۔ یا تو اسلام قبول کر لیں یا جزیہ دیں اور جزیہ کے ساتھ چند اور اشیاء بھی دیں گے۔[۸۸]

۲۔ نبی ﷺ کے سفیروں کی تعظیم کریں گے۔

۳۔ اطاعت کرنے پر ان کی مکمل حمایت کی جائے گی۔

۴۔ خشکی اور تری ہر دو راستوں پر (بشرط اطاعت) ان کی اوران کے حلیفوں کی (حفاظت) کی جائے گی۔
۵۔ ان کے لئے خشکی اور سمندر کی راہیں جن پر وہ پہلے سے گزرتے ہیں بدستور کھلی رہیں گی۔
۶۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ مقام مقنا کے باشندوں کی ان کے وطن میں جانے کے لیے اعانت کریں۔[۸۹]

اس معاہدہ کی صورت میں اہل ایلہ کے لیے بہت سی سہولیات اور حقوق عنایت کئے گئے انھیں کھلی تجارت کی اجازت عنایت کی گئی اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری بھی قبول کی گئی۔ اس طرح اہل ایلہ نے خوشی اسلامی ریاست کی باجگذاری کو قبول کر لیا۔[۹۰]

مقنا

ایلہ کے قریب واقع اس بستی کی آبادی میں اکثریت یہودیوں کی تھی۔[۹۱] یہاں کے اکثر یا کچھ یہودیوں کو ایلہ کے سردار نے ملک بدر کیا ہوا تھا تبوک کے موقع پر اہل مقنا اور بنو جنبہ وغیرہ کے لوگ صلح کی درخواست کے ساتھ حاضر ہوئے۔ آنحضرت ﷺ نے ان کے لئے بھی امان نامہ لکھوایا کہ :

۱۔ ان پر مذہب کے معاملہ میں زبردستی نہیں کی جائے گی۔
۲۔ جو شخص مسلمان ہو گا اس کو پچاس دینار وظیفہ عنایت کیا جائے گا۔
۳۔ اہل مقنا سے احسان کرنے والوں کے ساتھ احسان کیا جائے گا۔
۴۔ اہل مقنا سے برائی کرنے والوں سے بدلہ لیا جائے گا۔[۹۲]

یہاں یہ امر دلچسپ ہے کہ ان کے ہر مسلمان ہونے والے فرد کے لئے پچاس دینار مہیا کیے جائیں گے۔ یاد رہے کہ یہاں یہود کی آبادیاں تھیں اور ان کا سلسلہ خیبر تک پھیلا ہوا تھا۔ قیاس یہ ہے کہ جلاوطن شدہ یہود مدینہ سے ان کے اتحاد سے بچنے اور ان کو اپنے ساتھ حلیفی پر پختہ کرنے کے لیے بطور تالیف قلب یہ شرط رکھی گئی ۔

ان مراعات کے ساتھ ساتھ آنحضرت ﷺ نے یہاں کے جلا وطن شدہ باشندوں کو ان کے اصل علاقے میں بھیجنے اور آباد کرنے کا بندوبست بھی فرمایا (۹۳) اس سلسلہ میں آنحضرت ﷺ نے ایلہ کے حاکم کو لکھا کہ اہل مقنا کے ساتھ ان کے وطن جانے کے لئے اعانت کی جائے ۔(۹۴) یہاں کے دوسرے یہود کے لئے بھی نبی ﷺ کی طرف سے امان ناموں میں ان کے گھروں میں دوبارہ آباد ہونے کا تذکرہ نظر آتا ہے ۔ (۹۵)

جرباء و اذرح :

یہ دونوں بستیاں شام کی حدود میں مقنا کے قریب واقع تھیں (۹۶) یہاں بھی یہودیوں کی مختصر آبادیاں تھیں تبوک کے موقع پر انھوں نے بھی صلح کرنا چاہی تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے اسلامی ریاست کے ساتھ وفاداری اور معمولی جزیہ کے عوض میں صلح کر لی۔(۹۷)

باجگذران روم سے معاہدات نبوی کے مزید نتائج بھی سامنے آئے مثلاً ان قبائل کے ساتھ مناسب، رویہ ان کے حقوق کی حفاظت اور معاہدین کی قدردانی کو دیکھتے ہوئے اردگرد کے دوسرے قبائل بھی اسلامی ریاست کی طرف راغب ہوئے (۹۸) ان میں مشہور قبیلہ غسان ہے جو بیز نطین کا پکا وفادار تھا (۹۹) اس قبیلہ کے چند لوگ کچھ ہی عرصہ بعد رمضان ۱۰ھ میں مدینہ آئے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوئے (۱۰۰) علاوہ ازیں غسان کے ایک قبیلہ بنی ثعلبہ کی طرف بھی مکتوب نبوی کا تذکرہ ملتا ہے (۱۰۱) ان کے کچھ لوگ تو پہلے سے ہی اسلامی وفاق کے ساتھ شامل ہونے پر تیار ہو گئے تھے چنانچہ ۸ ہجری میں ان کا وفد مدینہ حاضر ہو چکا تھا۔ (۱۰۲)

اسی طرح بیز نطین کے وفادار دیگر قبائل ' قبیلہ لخم ' بنو بلی 'قبیلہ داری اور بنو تغلب کی طرف مکاتیب کا تذکرہ بھی ملتا ہے(۱۰۳) ان قبائل میں بنو بلیٰ کے وفد کا تذکرہ ۹ھ میں تبوک سے قبل ہی ملتا ہے ۔ علاوہ ازیں شام کے قریب سے قبیلہ داری کا وفد اس وقت حاضر ہوا جب آپ ﷺ تبوک سے واپس لوٹے ۔ یہ لوگ مسلمان ہو کر اسلامی وفاق میں شامل ہوئے (۱۰۴)اسی طرح بنو تغلب کے وفد بھی جس میں کچھ مسلمان اور کچھ نصاریٰ تھے

حاضر ہوئے اور اسلامی وفاق میں شامل ہوئے۔(۱۰۵)

معاہدین کے لئے اقدامات نبوی کا جائزہ

ا۔علاقائی خود مختاری :

معاہد قبائل کو عمومی طور پر اپنے علاقے میں خود مختار بنایا جاتا تھا۔ اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ ان کے داخلی معاملات میں عموماً اسلامی ریاست دخل اندازی نہیں کرتی تھی۔ چنانچہ معاہدین کو مقامی زمینوں ' باغات ' چشموں ' چراگاہوں اور دیگر اموال پر مکمل خود مختاری دی جاتی تھی(۱۰۶)

عموماً معاہدین قبائل پر انھیں میں سے امیر مقرر کیا جاتا مثلاً بحرین ' یمن ' عمان ' طائف ' دومۃ الجندل ' ایلہ ' مقناء جرباء وغیرہ کے علاقوں میں سابقہ سرداروں کو ہی بحال رکھا گیا ان میں سے اکثر وہاں کے مقامی قبائل کے لوگ تھے یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ آپ ﷺ کی طرف سے مقرر کئے گئے اکثر عمال و منتظمین کا تعلق عموماً اسی قبیلہ سے ہوتا تھا جس پر ان کا تقرر کیا جاتا مثلاً بیعت عقبہ ثالثہ کے موقعہ پر آپ ﷺ نے اوس و خزرج کی مختلف شاخوں پر انھیں میں سے نقباء کا تقرر فرمایا(۱۰۷) اسی طرح صحابی ابن الاصبع کلبی اور حارثہ بن القطن کلبی کو دومۃ الجندل میں بنو کلب پر عامل بنا کر بھیجا(۱۰۸) مالک بن عوف نصری کو بنو نصر' پر عامل مقرر کیا گیا(۱۰۹) صرد بن عبد اللہ ازدی کو بنو ازد پر(۱۱۰) قیس بن مالک ہمدانی کو ہمدان میں ' عثمان بن ابی العاص ثقفی کو بنو ثقیف پر (۱۱۱) عباس بن مرداس (جن کا تعلق بنو سلیم سے تھا) کو سلیم و مازن پر (۱۱۲) بریدہ بن حصیب اسلمی کو بنو غفار و اسلم پر (۱۱۳) رافع بن مکیث (جن کا تعلق قبیلہ جھینہ سے تھا) کو جھینہ پر (۱۱۴) عدی بن حاتم (جن کا تعلق بنو طے سے تھا) کو بنو اسد و طے پر(۱۱۵) سعد الدوسی کو دوس پر (۱۱۶) اشعث بن قیس کندی کو بنو کندہ پر (۱۱۷) اور زرعہ بن ذی یزن (جن کا تعلق رؤسا حمیر سے تھا) کو حمیر پر ہی عامل مقرر کیا گیا (۱۱۸)

قبیلہ سے ہی پرانے سربراہ یا مقامی عامل کے تقرر کا ایک فائدہ یہ تھا کہ :قبیلہ و علاقہ کے حالات و معاملات سے پوری طرح واقفیت ہونے کی وجہ سے انتظامی معاملات میں

سہولت رہتی تھی۔

دوسرا یہ کہ :سرداروں اور دیگر سر کردہ افراد کو یہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ اسلام کی وجہ سے وہ کمتر ہو گئے ہیں نیز عوام بھی یہ محسوس نہیں کرتے تھے کہ ان پر کوئی غیر آدمی حکومت کر رہا ہے۔

معاشی جدو جہد میں آزادی

عرب کے تجارتی میلوں /بازاروں میں چند بااثر سرداروں کا قبضہ ہوتا تھا لہٰذا ایک طرف تو تجارت پیشہ قبائل کو بھاری خراج ادا کرنا پڑتا (۱۱۹) دوسری طرف یہ سردار تجارتی نقل و حمل کے راستے میں کئی طرح سے رکاوٹ بھی بنتے تھے (۱۲۰) جبکہ رسول اللہ ﷺ معاہدین کو تجارتی نقل و حمل میں آزادی فراہم فرماتے اور اگر کوئی ان کے تجارتی نقل و حمل میں رکاوٹ بنتا تو آپ ﷺ معاہدین کا ساتھ دیتے اور راستے کی رکاوٹیں دور کرنے کے لیے ان سے مکمل تعاون فرماتے۔ ۵ ھ سریہ دومۃ الجندل اس کی ایک بڑی مثال ہے کہ جب وہاں کے حکمران نے تجارتی قافلوں کے نقل حمل میں رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی تو نبی ﷺ نے اس کے خلاف کارروائی کی۔(۱۲۱)

اسی طرح آپ ﷺ نے بحرین کے قبیلہ عبد القیس کے لئے جو وثیقہ تحریر فرمایا اس میں آس پاس کے قبائل(جو قبیلہ عبد القیس کے تجارتی راستے کی رکاوٹ بن سکتے تھے) کے لئے لکھا کہ وہ ان (قبیلہ عبد القیس) کی فراہمی اجناس میں مانع نہ ہوں اور پھلوں کے پکنے پر ان کے لیے برآمدگی میں سہولت پیدا کریں۔(۱۲۲)

اسی طرح آپ ﷺ نے اہل ایلہ کے لئے وثیقہ میں لکھا کہ ان معاہدین کے لئے خشکی اور سمندر کی راہیں جن پر وہ پہلے سے گزرتے ہیں بدستور کھلی رہیں گی یہ ساحلی علاقے تجارتی مراکز تھے چنانچہ ان گزرگاہوں میں نہ صرف آزادانہ نقل و حمل کی اجازت دی جاتی (۱۲۳) بلکہ ان کے لئے وعدہ وفائی کے بدلے میں امن و حفاظت کی ذمہ داری بھی قبول کی جاتی تھی۔ (۱۲۴)

مذہبی آزادی :

رسول اللہ ﷺ نے اپنے تمام معاہدین کو مذہبی آزادی عنایت کی۔ غیر مسلموں کو اسلام کی طرف لانے میں کبھی بھی سختی کا معاملہ نہیں کیا گیا بلکہ " لا اکراہ فی الدین "(۱۲۵) کے قرآنی اصول کو ہمیشہ مدنظر رکھا گیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اہل مقنا اور بنی جنبہ کے لیے وثیقہ تحریر فرمایا کہ " اسلام میں کسی کو زبردستی مسلمان کرنا روا نہیں"(۱۲۶) اسی طرح آپ ﷺ نے عامل یمن عمر بن حزم کی طرف بھی یہ تحریر فرمایا کہ " کسی یہودی اور نصرانی کو زبردستی مسلمان نہ کیا جائے۔ان کے بالغ مرد و عورت آزاد اور غلام دونوں پر ایک دینار جزیہ لیا جائے اور جو شخص جزیہ ادا کرے تو اس کی حفاظت کے لئے اللہ اور رسول اللہ ﷺ ذمہ دار ہیں اور اس کا مانع اللہ' اس کے رسول اور تمام مومنین کا دشمن ہے۔(۱۲۷)

شاہان یمن کی طرف ایک اور مکتوب میں آپ ﷺ نے تحریر فرمایا کہ کسی نصرانی اور یہودی کو جبراً مسلمان نہ کیا جائے اور جو شخص جزیہ ادا کرے وہ اللہ اور اس کے رسول کی پناہ میں ہے۔ (۱۲۸)

مجوس ہجر کے لئے مکتوب نبوی (بنام منذر بن ساوی) میں تحریر کیا گیا کہ جو شخص اسلام لانے سے انکار کرے اس کی خوشی ' تب اسے جزیہ دینا ہو گا (۱۲۹) اس سلسلہ کی بہترین مثال کے لئے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب برائے اہلِ نجران غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے جس میں دیگر کئی چیزوں کے علاوہ مذہبی معاملات میں خاصی تفصیل نظر آتی ہے۔

اہل نجران کی طرف نبی اکرم ﷺ نے لکھا کہ " پادریوں اور راہبوں کو ان کے منصب سے معزول نہیں کیا جائے گا ان کی عبادت گاہوں میں مداخلت نہیں کی جائے گی اور نہ ہی ان کو مسجدوں میں تبدیل کیا جائے گا اور عدل و انصاف و سماجی معاملات میں ان کے حقوق مسلمانوں کے برابر ہوں گے(۱۳۰) اسی طرح مجوس ہجر کو بھی تحریر فرمایا کہ " درصورت اقرار ان کے اور ہمارے مفاد اور ذمہ داری یکساں ہیں " (۱۳۱) غرض اس سے ملتی جلتی مذہبی مراعات کا اعلان دوسرے معاہدین کے ساتھ بھی کیا گیا۔(۱۳۲)

معاہدین کے ساتھ حق پر امداد و تعاون

رسول اللہ ﷺ امیر ریاست کی حیثیت سے معاہدین قبائل اور ان کے حلیفوں کو ہر اس معاملہ پر امداد و تعاون کی مکمل یقین دہانی کراتے جس میں وہ حق پر ہوں۔ مثلاً ایلہ کے سردار نے اپنے قریب اہل مقنا کے کچھ باشندوں کو شہر بدر کرایا تھا چنانچہ آپ ﷺ نے ایلہ کے سردار کی طرف مکتوب میں تحریر فرمایا کہ :" مقام مقنا کے باشندوں کی ان کے وطن میں جانے کے لئے اعانت کی جائے(۱۳۳)اسی طرح عبد اللہ بن اعور المازنی المعروف اعشیٰ شاعر کی اہلیہ کے بارے میں آپ ﷺ نے مطرف بن نہضل کو حکم فرمایا کہ " ان کی بیوی ان کے حوالے کر دی جائے "(۱۳۴) علاوہ ازیں آپ ﷺ نے بنی زرعہ اور بنی ربعہ کی طرف وثیقہ میں لکھا کہ ان پر ظلم کرنے والے کے خلاف ان کی امداد کی جائے گی (۱۳۵)

عملی طور پر دیکھا جائے تو جب بھی معاہدین کے ساتھ ظلم کیا گیا تو آپ ﷺ نے ان کی امداد اور داد رسی فرمائی۔ مثلاً جب دومۃ الجندل میں حلیف قبائل کو تجارتی سفروں میں تنگ کرنے کی کوشش کی تو آپ ﷺ نے اس کے خلاف کاروائی فرمائی(۱۳۶) اسی طرح جب قبیلہ بنو بکر نے اسلامی ریاست کے حلیف قبیلہ بنو خزاعہ پر حملہ کیا تو آپ ﷺ نے اپنے حلیف قبیلہ (بنو خزاعہ) کی مکمل حمایت کی اسی ضمن میں فتح مکہ کا واقعہ پیش آیا۔(۱۳۷)

معاہدین کی حفاظت کی ذمہ داری

معاہدات کی عبارتوں سے واضح پتہ چلتا ہے کہ اسلامی ریاست معاہدین قبائل کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کی ذمہ داری بھی قبول کرتی تھی۔

مثلاً آپ ﷺ نے اہل ایلہ ' اہل غسان ' قبیلہ لخم ' قبیلہ داری ' قبیلہ عبد القیس اور ہمدان کے لئے جو تحریریں لکھوائیں ان میں ان کے اموال کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی اور ظالم کے خلاف ان کو مدد اور داد رسی کی یقین دہانی کرائی۔(۱۳۸)

رعایا کے ساتھ حسن سلوک اور مساوات

طبقاتی کشمکش کے اُس دور میں جب کہ کمزور کے حقوق کی بات کرنا بھی امر محال تھا

آپ ﷺ اپنے زیر اثر رؤساء کو یہ حکم کرتے کہ رعایا کے ساتھ حسن سلوک رکھا جائے(۱۳۹)

بعض رؤساء کی طرف مکتوبات میں تحریر فرمایا کہ رعایا کے اور ہمارے مفاد اور ذمہ داریاں دونوں یکساں ہیں اور تمام لوگوں کی باہم مساوات کا تذکرہ آپ ﷺ کے اکثر خطوط سے مترشح ہے۔ شاہان یمن کی طرف مکتوب میں آپ ﷺ نے لکھا کہ باہم ایک دوسرے کی تذلیل نہ کرنا، رسول اللہ ﷺ تم میں سے امیر اور غریب دونوں کے دوست ہیں۔(۱۴۰)

قبائل کے قیمتی اموال، زکوٰۃ وصدقات کی مد میں لینے کی ممانعت

جہاں ہر طرف طاقتور کی نظریں کمزور کے پاس موجود قیمتی اشیاء پر ہی ہوتی تھیں اور دوسروں کے اموال پر ہر جائز و ناجائز تصرف کو روا رکھا جاتا تھا وہاں نبی اکرم ﷺ نے اپنے وثائق میں خاص اہتمام فرمایا اور اپنے عمال کو اس روش سے منع فرمایا۔ مثلاً زکوٰۃ و صدقات کے سلسلے میں آپ ﷺ نے قبیلہ ہمدان کے لیے تحریر فرمایا کہ صدقات میں بوڑھے اور جوان ہر دو طرح کے اونٹ لئے جائیں(۱۴۱)

اسی طرح ملوک حمیر کی طرف خط میں بھی آپ ﷺ نے فرمایا کہ سرکاری محصل بے انصافی نہ کریں اور مویشیوں کے پانی کے گھاٹ پر نہ پہنچیں اور اچھی راس پر نشان نہ کرتے جائیں (۱۴۲) دوسری راویت کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمام ریوڑ میں زیادہ موٹی تازی بکریاں نہ لی جائیں بلکہ درمیانہ ہوں (۱۴۳)

یہ وہ اقدامات نبوی تھے کہ جن کی بنا پر قبائل نے اسلام کی بالادستی اور سرپرستی کو برضا ورغبت قبول کیا نیز ان اقدامات میں حکمت نبوی نے محسوس اور غیر محسوس طریقے پر اسلامی ریاست اور قبائل کے درمیان قربت کے تعلق کو جنم دیا۔

نتائج

۱۔ اسلامی ریاست کے جنوب اور جنوب مشرق کے علاقوں یمن ' یمامہ ' حضرموت ' نجد' بحرین ' عمان اور شمال میں انتہائی اہمیت کے سرحدی علاقوں میں بسنے والے قبائل اور ان کے حلیف اسلامی ریاست کے باجگذاروں میں شامل ہوگئے۔

۲۔ اسلامی ریاست کی طرف سے قبائل کے ساتھ انصاف اور عدل و مساوات اور ان کے حقوق کی ادائیگی کی وجہ سے حصول انصاف کے لئے لوگوں نے قبیلہ کی طاقت حاصل کرنے کے بجائے مرکزی ادارہ (اسلامی ریاست اور اس کے عمال) سے رجوع کرنا شروع کر دیا جس کا اہم فائدہ یہ ہوا کہ قبائل میں حقوق کے حصول کے لئے انفرادی کوششوں اور نتیجتاً باہمی دشمنیوں کے چلتے رہنے کا سلسلہ رک گیا۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ نے " خیارہم فی الجاهلية خیارهم فی الاسلام (۱۴۴) کا اصول قائم فرمایا چنانچہ جو سردار مسلمان ہوتا اس کو پرانی سیادت پر بحال رکھا جاتا بایں صورت کہ وہ (سردار) صرف اپنی قوم کا ہی نہیں بلکہ امیر ریاست کا نمائندہ بھی ہوتا تھا۔ اس طرح سرداران قوم اور سرکردہ افراد کے لئے اسلامی ریاست کی بالادستی کو قبول کرنے میں فطری طور پر بھی سہولت رہتی تھی۔

۴۔ بیرونی قوتوں کی شورشیں اب براہ راست اسلامی ریاست پر اثر انداز نہیں ہو سکتی تھیں کیونکہ اسلامی ریاست کے گرد ان معاہدات کی وجہ سے حلیف قبائل کا جال بن گیا۔

۵۔ ان معاہدات کی وجہ سے باہمی آمدورفت میں سہولت ہوئی اور قبائل کے ساتھ رابطے قریب ہوئے جس سے اسلام کی تبلیغ و ترویج میں آسانی ہوئی۔

۶۔ یمن ' حضر موت ' نجد ' یمامہ ' بحرین ' عمان ' طائف اور دوسری طرف دومۃ الجندل اور دیگر سرحدی علاقے ' تجارت کے مراکز تھے (۱۴۵) ان معاہدات کی وجہ سے ان علاقوں میں آمدورفت میں خصوصی سہولت میسر آئی جس سے مسلمانوں میں تجارتی ترقی ہوئی اور ان کی معیشت مستحکم ہوئی۔

۷۔ ان معاہدات کی وجہ سے اسلام حکومتی او رملکی سطح پر دوسرے ممالک و اقوام میں بہت جلد متعارف ہوا۔

۸۔ مختلف قبائل کے بیسیوں اہم خاندانوں میں اسلام کی روشنی پھیلی۔

۹۔ متضاد اور منتشر افراد و قبائل کو انفرادی محوروں سے نکال کر ایک وفاق کے تحت جمع کیا جس سے قبائلی افرا تفری کا خاتمہ ممکن ہوا۔

۱۰۔ مختصراً یہ کہ، یہ معاہدات اسلام کی تبلیغ و ترویج، اسلامی ریاست کے استحکام اور مختلف قوتوں کے زیر اثر قبائل کی شیرازہ بندی کے لئے بنیاد ثابت ہوئے۔

حواشی و تعلیقات

۱۔ بیعت عقبہ ثالثہ میں نبی اکرم ﷺ نے انصار سے یہ عہد لیا کہ اللہ کی بندگی کرو گے۔ اس کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراؤ گے۔ مہاجرین کو ٹھکانہ دو گے اور اپنے بال بچوں کی طرح ان کی بھی حفاظت کرو گے اور ہر حالت میں میری اطاعت کرو گے۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ ابن ہشام : ابو محمد عبد الملک، السیرۃ النبویۃ۔ تحقیق از مصطفیٰ السقا، ابراہیم الابیاری عبد الحفیظ شلبی، مطبعہ مصطفی البابی الحلبی، مصر، ج ۱، ص : ۴۴۲ تا ۴۴۳، ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ ج ۳، ص : ۱۶۰ تا ۱۶۱۔

۲۔ ابن سعد، محمد کتاب الطبقات الکبریٰ، دار صادر بیروت ۱۴۰۵ھ، ج ۱، ص : ۲۳۸، ابن قیم، ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر، زاد المعاد فی ہدی خیر العباد، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۹۹۴ء ج ۴، ص ۶۳، ۶۴،

۳۔ حمید اللہ، ڈاکٹر، مجموعۃ الوثائق السیاسیہ فی العہد النبوی والخلافۃ الراشدۃ، دارالارشاد، بیروت، ۱۹۶۹ء، وثیقہ نمبر ۱

۴۔(الف) مکی خصوصاً قریش تاجر پیشہ قوم تھی جبکہ انصار زیادہ تر کاشتکار تھے جس کی وجہ سے قریش ان کو اپنے سے کم تر خیال کرتے تھے۔ ابن ہشام : ج ۱، ص : ۶۲۵، مجمع البحار : محمد طاہر مطبع العالی نولکشور ۱۸۹۶ء، ج ۱: ص، ۶۸ (غزوہ بدر) نیز دیکھیں ندوی محمد سلیمان، مولانا، تاریخ ارض القرآن (اردو) محمد سعید اینڈ سنز، کراچی، ج ۲: ص، ۳۲۶

ب تجارت پیشہ ہونے کو وجہ سے وہ (قریش) معاشی طور پر اور کعبہ کے متولی ہونے کی وجہ سے وہ (قریش) اپنے آپ کو مذہبی طور پر برتر سمجھتے تھے۔ طبری، محمد بن جریر، تاریخ الرسل و الملوک، دارالمعارف قاہرہ ج ۲: ص، ۲۵۶ تا ۲۵۸۔ عقد مواخاۃ کے ذریعے آنحضرت ﷺ نے مہاجرین و انصار کے درمیان ہر قسم کی ایسی دیواروں کو گرا دیا جو اتحاد و اتفاق اور باہمی تعلق کے راستے میں روکاٹ کا سبب تھیں۔ مثال کے لیے ملاحظہ ہو الحشر : ۹

۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مودودی ' ابو الاعلیٰ ' سید ' تفہیم القرآن (اردو) ' ادارہ ترجمان القرآن ' لاہور ۱۹۸۶ء ' ج ۵ ' ص ' ۳۹۵

۵۔ ابن سعد ج ' ۲ : ص ' ۱۰ ' ابو عبید : قاسم بن سلام ' کتاب الاموال ' مکتبہ التجاریۃ الکبریٰ ' مصر ۱۳۵۳ھ ' فقرہ ' ۴۴۷۔ ابن حبیب ' کتاب المحبر ' طبع سعودی عرب ' ص ۱۱۱ ' ان معاہدات کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو مجموعۃ الوثائق السیاسیہ

۶۔ ابن ہشام : ج ' ۳۔۴ : ص ۳۱۷ ۔ ابو عبید ج ' ۱ : ص ۱۵۷ ' ایضاً فقرہ نمبر ۴۴۱ ' بلاذری ' ابو الحسن احمد بن یحیٰ ' فتوح البلدان ' طبع لیڈن ' ۱۸۶۶ء ص : ۳۵ ' ابن قیم ' ج ۳ : ص ' ۲۹۹ نیز الوثائق السیاسیہ : وثیقہ نمبر : ۱۱۔

۷۔ شاہ حبشہ نجاشی کی طرف اس مکتوب کی تاریخ کے حوالہ سے اختلاف پایا جاتا ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوڈاکٹر حمید اللہ ' رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی ' دارالاشاعت کراچی ۱۹۸۷ء ' ص : ۱۲۴

۸۔ ملاحظہ ہو ۔ ابن سعد ' ج ۱ : ص ۲۵۸ تا ۲۶۲ ' طبری ' ج ۲ ' ص ۶۴۴ '
زرقانی ' محمد بن عبد الباقی ' شرح المواہب اللدنیہ قاہرہ ۱۹۲۱ء ' ج ۳ : ص ۳۱۸

۹۔ ایضاً

۱۰۔ ابن الاثیر الجزری ' عز الدین ابی الحسن علی بن محمد ' الکامل فی التاریخ قاہرہ ' ج ۱ : ص ۱۷۶ ' ۱۷۷ '

۱۱۔ الروم : ۱

۱۲۔ Gibbon, Edward. The History of the Decline and fall. London: Vol.v.P. 190-194

۱۳۔ ابن ہشام ' (غزوہ موتہ) ' ج ۳۔۴ : ص ۳۷۵

۱۴۔ ان علاقوں میں بسنے والے قبائل کے ساتھ ساتھ ان کے حلیف اور پڑوسیوں پر بھی ایرانی اثرات پھیلے ۔ طبری ' ج ۲ : ص ۶۵۶ ' ابن حبیب ' ص ۲۶۵ ' ۲۶۶ ' بلاذری فتوح البلدان ' ص : ۷۸ ' الاصبہانی ' ابی الفرج علی بن الحسین ' کتاب الاغانی ' مؤسسۃ جمال للطباعۃ و النشر ' بیروت ' ج ۱۲ : ص ۴۸ ' ۴۹

۱۵۔ Gibbon, Edward. The History of Decline and fall. London: Vol.v.P. 190-194

نیز ملاحظہ ہو حمید اللہ ' رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی (اردو) دارالاشاعت کراچی ۱۹۸۰ء

ص :۲۷ ‘۲۸ ‘۲۹

۱۶۔ ابن ہشام ‘ج ۳۔۴‘ص :۶۰۷

۱۷۔ قلقشندی ‘ احمد بن علی‘ صبح الاعشیٰ فی صناعۃ الانشا‘ مصر ‘ ج ۶ : ص ۳۷۹ ‘ زرقانی ‘ ج ۲ : ص۳۵۶

۱۸۔ ابن درید ‘ابی بکر محمد بن الحسن بن درید ‘ الاشتقاق ‘مکتبہ الخانجی ‘ مصر ‘ ص ۳۴۸

۱۹۔ ابن سعد ‘ ج ۱: ص ۲۶۲‘قلقشندی‘ صبح الاعشیٰ‘ قاہرہ ۱۳۳۳ھ‘ ج۶ :ص۲۷۹ الوثائق السیاسیہ ‘وثیقہ نمبر ۶۸

۲۰۔ بلاذری ‘ فتوح البلدان : ص ۸۷ ‘ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد ‘ ج ۱ : ص ۲۶۲

۲۱۔ ابن ہشام ۔ ملاحظہ ہو وفد بو حنیفہ کی تفصیل ‘ ج۳۔۴ : ص ۵۷۶ ‘ نیز ملاحظہ ہو ابن سعد‘ ج ۱: ص۳۱۶

۲۲۔ ابن اثیر ‘ ابی الحسن علی بن محمد الجزری ‘ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ‘ دارالشعب قاہرہ ‘ ج ۵ نمبر ۴۶۶۴‘ نیز ملاحظہ ہو مجموعہ الوثائق السیاسیہ ‘وثیقہ نمبر ۶۹ تا ۷۱ ۔ نیز بلاذری

۲۳۔ ابن حبیب‘المحبر ‘ص ۲۶۴،۲۶۶ نیز فتوح البلدان ” یمن“

۲۴۔ الہمدانی ‘ حسن ابن احمد بن یعقوب ۔ صفتہ جزیرۃ العرب ‘ طبعہ سعودی عرب ریاض ۱۹۷۴: ص۶۵۔ یاقوت شہاب الدین ابی عبد اللہ یاقوت ‘ معجم البلدان ‘ دار صادر ‘ بیروت ۱۹۷۷ء‘ ج ۵: ص ۴۴۷‘ نیز ملاحظہ ہو لیبان ‘گستاؤ‘ تمدن عرب (اردو ترجمہ)‘ مقبول اکیڈمی، لاہور

۲۵۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے یمن فتح کیا تھا۔ ابن حبیب ص ۲۶۶ ‘ نیز دیکھیں ابن حزم ابو محمد علی بن احمد الاندلسی‘ جمہرہ انساب العرب ‘ دارالمعارف قاہرہ: ص ۲۱۵

۲۶۔ ابن سعد ‘ ج ۱ : ص ۲۶۰‘ طبری ‘ ج ۲ : ص ۶۵۶

۲۷۔ الروم :۱ ‘تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن ‘ ج ۳ : ص ۷۲۷

۲۸۔ ابن سعد ‘ ج ۱ : ص ۲۶۰

۲۹۔ ملاحظہ ہو ڈاکٹر حمیداللہ کا مضمون ” عہد نبوی کے عربی ایرانی تعلقات “ معارف (مجلہ) اعظم گڑھ ۱۹۴۲ء ‘ ج ۵۰ : ص ۲۱

۳۰۔ ایضاً

۳۱۔ ابن سعد ‘ ج ۱ص : ۲۶۰ ‘ طبری ‘ ج ۲‘ ص : ۶۵۶‘ نیزالوثائق السیاسۃ ‘ وثیقہ نمبر ۱۰۵ تا ۱۰۹

۳۲۔ ملاحظہ ہو ‘ ابن سعد میں یمن و اطراف کے وفود

۳۳۔ اس وقت آنحضرت ﷺ سفر خیبر میں تھے اس حساب سے یہ قبیلہ ان ابتدائی یمنی قبائل میں سے تھا جنہوں نے اسلامی وفاق کے ساتھ شمولیت اختیار کی۔ ابن سعد 'ج ا' ص: ۳۴۸

۳۴۔ قلقشندی 'صبح الاعشیٰ' ج ا : ص ۳۲۸

۳۵۔ ابن سعد 'ج ا : ص ۳۴۰ '۳۴۱ 'ابن ہشام 'ج ۳ '۴ : ص ۵۹۶' نیز ملاحظہ ہو الکتانی ' عبد الحی 'التراتیب الاداریۃ 'احیاء التراث العربی 'بیروت 'ج ا : ص ۲۴۴

۳۶۔ مجموعہ الوثائق السیاسیہ 'وثیقہ نمبر ۱۱۲

۳۷۔ ایضاً وثیقہ نمبر ۱۰۹

۳۸۔ البکری ابی عبید عبد اللہ ' معجم مااستعجم من اسماء البلاد والمواضع' مطبعہ لجنة التالیف والتراجم' قاہرہ ۱۹۴۵' ج ا : ص ۴۰

۳۹۔ ابن سعد 'ج ا : ص ۳۴۴

۴۰۔ بکری 'ج ا : ص ۱۰۹'

۴۱۔ ابن ہشام 'ج ۳ '۴ : ص ۵۷۷' ابن سعد 'ج ا : ص ۳۲۱

۴۲۔ قلقشندی 'صبح الاعشیٰ 'ج ا' : ۳۲۸

۴۳۔ ابن سعد 'ج ا : ص ۳۲۸

۴۴۔ ایضاً' ج ا : ص ۳۴۹

۴۵۔ ایضاً : ص ' نیز ابن ہشام 'ج ۳' ۴ : ص ۵۹۲

۴۶۔ ابن ہشام 'ج ۳ ' ۴ : ص ۵۸۸ ' ۵۹۰

۴۷۔ بلاذری ' فتوح البلدان : ص ۷۶ ' نیز یاقوت ' معجم البلدان 'ج ۴ : ص ۱۵۰

۴۸۔ ابن حبیب 'المحبر : ص ۲۶۵ ' ۲۶۶

۴۹۔ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی : ص ۲۲۴

۵۰۔ بلاذری ' فتوح البدان : ص ۷۶ ' نیز مجموعہ الوثائق السیاسیہ 'وثیقہ نمبر ۷۶

۵۱۔ فتوح البلدان : ۷۶' نیز ملاحظہ ہو 'ابن قیم زاد المعاد

۵۲۔ ابن ہشام (ہوازن کا وفد) 'ج ۳۔۴ : ص ۵۸۷

۵۳۔ عمان میں ایک بڑا عرصہ عمرو بن العاص السہمی اور ابو زید الانصاری کی خدمات لی گئیں۔ فتوح البلدان ' ص ۷۶' ملاحظہ ہو وفد ہو ثمامہ کا تذکرہ ' ابن سعد ' ج ا' ص ۳۵۳' نیز مجموعہ الوثائق السیاسیہ 'وثیقہ نمبر ۷۸

۵۴۔ الہمدانی ' ج ۳ : ص ۲۷۹ ' معجم البلدان ' ج ۱ : ص ۳۴۷

۵۵۔ ملاحظہ ہو گذشتہ حوالہ نمبر : ۲۹

۵۶۔ فتوح البلدان : ص ۷۸ ' ابن حزم ' جمہرہ : ص ۵ ' ۲۳۲

۵۷۔ فتوح البلدان : ص ۷۸ ' مجموعہ الوثائق السیاسیہ ' وثیقہ نمبر ۵۷ تا ۶۰

۵۸۔ ابن سعد ' ج ۱ : ص ۳۱۵

۵۹۔ ابن ہشام ' ج ۳۔۴ : ص ۵۶۰ الدیار بکری : حسین بن محمد بن الحسن ' تاریخ الخمیس فی أحوال انفس نفیس ؛ بیروت ' ج ۲ ' ص ۱۱۸۔۱۱۹

۶۰۔ مجموعہ الوثائق السیاسیہ ' وثیقہ نمبر ۴۷

۶۱۔ ایضاً '

۶۲۔ ابن سعد ' ج ۱ : ص ۲۱۲ ' ۳۱۴ '

۶۳۔ اغانی ' ج ۱۲ : ص ۴۸ ' ۴۹

۶۴۔ ابن ہشام ج ' ۳۔۴ : ص ۷۴۳ ' ۷۴۸ ' نیز فتوح البلدان : ص ۵۶

۶۵۔ ابن ہشام ' ج ۳۔۴ : ص ۴۸۷ ' ۴۸۸

۶۶۔ ایضاً ' ج ۳۔۴ : ص ۵۳۸ تا ۵۴۰ ' ابن الاثیر ' الکامل فی التاریخ ' ج ۲ : ص ۲۸۴ ' مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ' منصورپوری ' قاضی محمد سلیمان سلمان ' رحمت للعالمین ' شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ' ج ۱ : ص ۱۶۶ تا ۱۶۹

۶۷۔ یہ وہ دور تھا جب اسلامی ریاست کے پاس عددی قوت کی کمی نہ رہی تھی۔

۶۸۔ مجموعہ الوثائق السیاسیہ ' وثیقہ نمبر ۱۸۱

۶۹۔ ابن ہشام ' ج ۳۔۴ : ص ۵۴۰۔ ۵۴۱

۷۰۔ طائف کی آبادی بنو مالک اور احلاف ' دو گروہوں پر مشتمل تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں میں باہم یک جہتی نہ تھی اس لئے دونوں فریقوں پر الگ الگ انہی میں سے سردار مقرر کئے گئے۔ اس طرح وہ ممکنہ تنازع سے بھی بچ گئے۔ مجموعہ الوثائق السیاسیہ ' وثیقہ نمبر ۱۸۱ تا ۱۸۳

۷۱۔ ایضاً

۷۲۔ ابن ہشام ' ج ۳۔۴ ' ص ۷۴۳

۷۳۔ یاقوت ' ج ۲ : ص ۱۲۶

۷۴۔ ایضاً ' ملاحظہ ہو ابن ہشام ' ج ۳۔۴ : ص ۵۸۷

۷۵۔ بلاذری کے مطابق اسی طرح کی ایک شرط شام کی طرف ساحلی علاقے "ایلہ" کے ساتھ بھی رکھی گئی تھی چونکہ یہ علاقے تجارتی لحاظ سے خاصی اہمیت رکھتے تھے لہذا یہ بات بعید از قیاس نہیں کہ مسلمانوں کے لیے تجارتی سہولیات کے حصول کے لئے یہ شرط رکھی گئی ہو۔
فتوح البلدان : ص ۵۹

۷۶۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن' ج ۳ : ص ۲۷۷

۷۷۔ ابن ہشام' ج ۳۔۴ : ص ۳۷۵' نیز دیکھیں رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی : ص ۱۹۰

۷۸۔ یعقوبی کا بیان ہے کہ قیصر روم نے اسلام کا اعلان کر دیا تھا۔ یعقوبی' احمد بن ابی یعقوب' تاریخ الیعقوبی' دارصادر بیروت۔ج ۲'ص ۸۴۔ یعقوبی کا یہ بیان درست معلوم نہیں ہوتا ملاحظہ ہو تفصیل کے لیے رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی' ص ۱۹۸' نیز ابو عبید' کتاب الاموال' فقرہ ۵۵۰۔

۷۹۔ قلقشندی' صبح الاعشیٰ' ج ۴ : ص ۲۹۲ ' نیز مسعودی' ابو الحسن بن علی بن حسین' التنبیہ والاشراف : ۲۱۵

۸۰۔ ابن حبیب ص ۲۶۳

۸۱۔ قلقشندی' ج ۱: ص ۳۱۶' نیز یاقوت' ج ۲ : ص ۴۸۷

۸۲۔ ابن خلدون 'عبدالرحمٰن' تاریخ ابن خلدون مکتبہ التجاریہ۔ مصر ۱۹۳۶'ج ۲ : ص ۳۸
نیز ابن درید' ج ۱ : ص ۳۷۱

۸۳۔ ملاحظہ ہو ۵ھ میں سریۂ دومۃ الجندل اور ۶ھ میں عبد الرحمٰن ابن عوف کے ذریعے بنو کلب کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے واقعات' مسعودی' التنبیہ والاشراف : ص ۲۱۵' نیز ملاحظہ ہو ابن سعد' ج ۲ : ص ۶۲' علاوہ ازیں بنو کلب کے کئی سرداروں اور دیگر لوگوں کا اسلام لانا اور غیر مسلموں کا اسلامی ریاست کو جزیہ دے کر صلح کرنا ۶ھ سے ہی ثابت ہے۔
ابن سعد' ج ۲ : ص ۸۹

۸۴۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس قبیلہ کے کسی حلیف نے ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف آواز نہیں اٹھائی۔ ابن ہشام' ج ۲ : ص ۵۲۶' حتیٰ کہ بنو کلب جو کہ دومۃ الجندل کے گرفتار ہونے والے حاکم "اکیدر" کے قریبی رشتہ دار تھے انہوں نے بھی نہیں اس کی وجہ یہ تھی کہ ان پر مسلمانوں نے پہلے سے اپنا اثر ورسوخ قائم کر لیا تھا اور ان سے حلیفی کے تعلقات بنا لئے تھے۔ بلاذری' فتوح البلدان : ص ۶۳' نیز ملاحظہ ہو گذشتہ حوالہ کی تفصیل۔

۸۵۔ ابن ہشام ' ج ۳۔۴ : ص ۵۲۶ ' نیز بلاذری : فتوح البلدان : ص۶۱ تا ۶۳ ۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مجموعہ الوثائق السیاسیہ ' وثیقہ نمبر ۱۹۰تا ۱۹۲

۸۶۔ یاقوت : 'ج ۱: ص ۲۹۲ ' نیز ابن ہشام ' ج۳۔۴ : ص ۵۲۶ ' نیز دیکھیں کہ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی : ص۱۹۹

۸۷۔ ابن ہشام ' ج۳۔۴ : ص ۵۲۵ ۔ ۵۲۶ ' نیز بلاذری ' فتوح البلدان : ص ۵۹ ۔ ابن عساکر نے لکھا ہے کہ بحری مہم بھی (بسلسلہ غزوہ موتہ) ایلہ بھیجی گئی تھی ۔ حوالہ رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی ' ص ۱۹۸

۸۸۔ جزیہ کے ساتھ دیگر تاوان ادا کرنے کا رواج اس علاقہ میں پہلے سے موجود تھا ' ملاحظہ ہو الوثائق السیاسیہ 'وثیقہ نمبر ۳۰

۸۹۔ اس شق کی وضاحت کے لئے ملاحظہ ہو گذشتہ ص :۱۵

۹۰۔ ابن ہشام ' ج۳۔۴ : ص ۵۲۵۔۵۲۶ ' نیز بلاذری 'فتوح البلدان : ص ۵۹ ' نیز ملاحظہ ہو الوثائق السیاسیہ ' وثیقہ نمبر ۲۹۔ ۳۰

۹۱۔ بلاذری : فتوح البلدان : ص ۶۰ ' نیز یاقوت ' ج ۵ : ص ۱۷۸

۹۲ بلاذری ' فتوح البلدان : ص ۶۰ ' نیز الوثائق السیاسیہ ۔ وثیقہ نمبر ۳۳

۹۳۔ بلاذری ' فتوح البلدان : ص ۶۰

۹۴۔ ملاحظہ ہو ایلہ کے ساتھ معاہدے کا آخری فقرہ ' مجموعہ الوثائق السیاسیہ ' وثیقہ نمبر ۳۰

۹۵۔ یہ آبادیاں روم (بیز نطین) کے زیر اثر تھیں اس لئے یہاں عیسائیوں کا اثر و رسوخ زیادہ تھا عیسائیوں اور یہودیوں کی باہمی دشمنی کوئی نئی بات نہ تھی ممکن ہے کہ یہاں کے یہود کو تنگ کرنے اور انھیں جلاوطن کرنے میں عیسائیوں کا ہاتھ ہو ۔ نیز الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر ۳۳ ۔ ۳۴

۹۶۔ یاقوت : ج ۳ : ص ۱۱۸' ج۱ : ص ۱۲۹

۹۷۔ ابن سعد : ج ۱' ص : ۲۸۹ ۔ ۲۹۰ ۔ بلاذری ' فتوح البلدان : ص ۵۹ ۔ نیز ملاحظہ ہو الوثائق السیاسیہ' وثیقہ نمبر ۳۲

۹۸۔ ابن سعد ج ۱' ص :۳۳۸

۹۹۔ ابن حبیب :ص۳۷۰۔ ۳۷۱ ' ان سے متعلق مکتوب نبوی ملاحظہ ہو ' الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر۳۷

۱۰۰۔ ابن سعد 'ج ۱ : ص۳۳۸

۱۰۱۔ الوثائق السیاسیہ، وثیقہ نمبر ۴۰

۱۰۲۔ ابن سعد، ج ۱ : ص ۲۹۸

۱۰۳۔ ابن سعد، ج ۱ : ص ۳۱۶۔الوثائق السیاسیہ، وثیقہ نمبر ۴۱، ۴۸، ۴۳

۱۰۴۔ ابن سعد، ج ۱ : ص ۳۳۰، ۳۴۳

۱۰۵۔ ابن سعد، ج ۱ : ص ۳۱۶

۱۰۶۔ مثلاً ملاحظہ ہو : عمان و بحرین کی طرف مکتوبات نبوی ﷺ، الوثائق السیاسیہ، وثیقہ نمبر ۶۶، رئیس یمامہ کی طرف مکتوب، ایضاً وثیقہ نمبر ۶۸۔ وثیقہ برائے بنی جناب از قبیلہ بلحارث، وثیقہ نمبر ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۴۔ نیز ملاحظہ ہو وثیقہ بنام شیخ ہمدان، ایضاً وثیقہ نمبر ۱۱۱، ۱۱۳، ۱۳۱۔ اسی طرح دوسرے کئی وثیقہ جات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ معاہدین کے اموال پر انھیں تصرفات عنایت کرتے تھے۔ البتہ ایک مخصوص حصہ بصورت زکوٰۃ یا صدقات یا جزیہ کا تعین کیا جاتا تھا۔

۱۰۷۔ مقامی منتظمین کے ساتھ حکومت کی طرف سے دوسرا منتظمین کا تقرر بھی کیا جاتا تھا، ملاحظہ ہو آئندہ حوالہ نمبر ۱۱۰ تا ۱۲۰، ابن ہشام، ج ۱۔۲ : ص ۴۴۳۔ ۴۴۴

۱۰۸۔ واقدی، محمد بن عمر بن واقد، کتاب المغازی، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت، لبنان : ص ۵۶۱، نیز ابن سعد، ج ۱ : ص ۳۳۵

۱۰۹۔ ابن ہشام ج، ۳۔۴ : ص ۴۹۱، بلاذری احمد بن یحیٰ دارالمعارف قاہرہ، الطبعۃ الثالثۃ انساب الاشراف : ص ۵۳۰

۱۱۰۔ ابن ہشام، ج ۳۔۴ : ص ۵۸۷، ابن سعد، ج ۱ : ص ۳۳۸

۱۱۱۔ بلاذری : ص ۵۳۰

۱۱۲۔ بلاذری انساب الاشراف : ص ۵۳۰

۱۱۳۔ ابن سعد، ج ۲ : ص ۱۶۰، بلاذری انساب الاشراف : ص ۵۳۰

۱۱۴۔ ابن سعد، ج ۲ : ص ۱۶۰، بلاذری انساب الاشراف : ص ۵۳۰

۱۱۵۔ بلاذری انساب الاشراف : ص ۵۳۰، کتانی، ج ۱ : ص ۳۹۶

۱۱۶۔ کتانی، ج ۱ : ص ۲۴۲

۱۱۷۔ ابن ہشام، ج ۳۔۴ : ص ۵۸۵، ابن سعد، ج ۱ : ۳۴۰

۱۱۸۔ طبری، ج ۳ : ص ۱۴۰، ابن الاثیر اسد الغابہ نمبر ۱۷۴۵

۱۱۹۔ واقدی، محمد بن عمر بن واقد، تحقیق ڈاکٹر مارسڈن جونسی، مطبعۃ جامعہ آکسفورڈ ۱۹۶۶ء، ج ۱ :

ص ۴۰۳ ' ابن حبیب ' المحبر ' اسواق العرب : ص ۲۶۳ ' ۲۶۴ تا ۲۶۷۔ نیز ملاحظہ ہو ۔
رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی : ص ۱۷۳ ' ۱۷۴

۱۲۰۔ ایضاً : نیز ملاحظہ ہو ۵ ھ میں سریہ دومۃ الجندل اس کی بنیادی وجوہ میں ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اہل دومۃ الجندل نے تجارتی قافلوں کی نقل و حمل میں ناجائز رکاوٹیں ڈالنی شروع کی تھیں۔
مسعودی : ص ۲۱۵ ' نیز دیکھیں ' ابن سعد ج ۲ : ص ۶۲

۱۲۱۔ ایضاً

۱۲۲۔ الوثائق السیاسیہ ' وثیقہ نمبر ۷۲

۱۲۳۔ ایضاً وثیقہ نمبر ۳۱

۱۲۴۔ ایضاً وثیقہ نمبر ۳۰

۱۲۵۔ البقرۃ :۱ '۲۵۶ ' الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر ۵۷ ' ۵۹

۱۲۶۔ الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر ۳۳

۱۲۷۔ ایضاً وثیقہ نمبر ۱۰۵

۱۲۸۔ ایضاً وثیقہ نمبر ۱۰۹

۱۲۹۔ ایضاً وثیقہ نمبر ۶۱

۱۳۰۔ ابو یوسف ' یعقوب بن ابراہیم ' کتاب الخراج ' بولاق ' ۱۳۰۲ھ : ص ۷۸ تا ۷۹ ' نیز بلاذری ' فتوح البلدان : ص ۶۵

۱۳۱۔ الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر ۶۱

۱۳۲۔ ایضاً نمبر ۳۳ ' ۳۴ ' ۶۱

۱۳۳۔ ایضاً نمبر ۳۰

۱۳۴۔ عبد اللہ بن اعور المازنی جو کہ اعشیٰ شاعر کے طور پر مشہور تھے کی اہلیہ گھر سے نکل بھاگی اور مطرف بن بہصل کے ہاں پناہ گزیں ہو گئی ۔ باوجود کوشش کے جب عبد اللہ اسے واپس لانے میں کامیاب نہ ہو سکے تو نبی ﷺ کی خدمت میں درخواست کی کہ مطرف ان کی اہلیہ واپس نہیں کر رہا چنانچہ آپ ﷺ نے عبد اللہ کو مطرف کے لیے مکتوب عنایت کیا۔ چنانچہ مطرف نے ان کی اہلیہ کو واپس کیا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ' کتاب المحبر : ص ۳۰۹ ' نیز آلوسی ' محمود شکری ' بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب ' ج ۲ : ص ۴۹ ' نیز (الوثائق السیاسیہ وثیقہ نمبر ۱۲۶)

۱۳۵۔ ایضاً نمبر ۱۵۱ ' ۱۴۲۱ ' نیز ابو عبید کتاب الاموال ج ۱ نمبر ۵۰۶

۱۳۶۔ ملاحظہ ہو حوالہ نمبر ۱۲۲۔۱۲۳

۱۳۷۔ ابن ہشام ' ج ۳۔۴ : ص ۳۸۹۔۳۹۴

۱۳۸۔ ملاحظہ ہو : الوثائق السیاسیہ ' بالترتیب وثیقہ نمبر ۳۱ ' ۳۴ ' ۴۱ ' ۴۵ ' ۴۶ ' ۷۲ ' ۱۱۱

۱۳۹۔ ایضاً نمبر ۵۷ ' ۶۷

۱۴۰۔ ایضاً نمبر ۵۹ ' ۶۱ ' ۱۰۹

۱۴۱۔ ایضاً نمبر ۱۱۴

۱۴۲۔ ایضاً نمبر ۱۳۳

۱۴۳۔ ایضاً

۱۴۴۔ بخاری ' ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل ' الجامع الصحیح ' قدیمی کتب خانہ کراچی ' ۱۳۸۱ھ ' کتاب المناقب ' ج ۱ : ص ۴۹۶

۱۴۵۔ ابن حبیب ' (اسواق العرب) ص ۲۶۳